سورۃ الزلزلۃ

﴿ آیاتہا ۸ ﴾ ﴿ ۹۹ سورۃ الزلزال مدنیۃ ۹۳ ﴾ ﴿ رکوعہا ۱ ﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور قتادہ کے قول میں یہ سورت مدنی ہے۔ حضرت ابن مسعود، عطا اور جابر کے قول میں مکی ہے(1)۔ اس کی آٹھ آیات ہیں۔

علماء نے کہا: اس سورت کے فضائل بہت زیادہ ہیں اور یہ عظیم چیزوں پر مشتمل ہے۔ امام ترمذی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے سورۃ الزلزلہ پڑھی تو اس کے لیے نصف قرآن کے مساوی ہوگی، جس نے قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ۝ پڑھی تو یہ اس کے لیے ایک چوتھائی قرآن کے برابر ہو جائے گی، جس نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۝ پڑھی، یہ سورت اس کے لیے ایک تہائی قرآن کے برابر ہو جائے گی“۔ کہا: یہ حدیث غریب ہے۔ اس بارے میں حضرت ابن عباس سے روایت مروی ہے(2)، حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے چار مرتبہ سورۂ زلزلہ پڑھی تو وہ اس آدمی کی طرح ہے جس نے پورا قرآن حکیم پڑھا“۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت مروی ہے: جب سورۂ اِذَا زُلْزِلَتْ نازل ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیق رونے لگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لولا أنکم تخطئون وتذنبون و یغفر اللہ لکم لَخَلَق أمۃً یخطئون ویذنبون ویغفر لھم أنہ ھو الغفورُ الرحیم(3) اگر تم خطا اور گناہ نہ کرو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں نہ بخشے تو اللہ تعالیٰ ایسی امت پیدا فرمائے گا جو خطا اور گناہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں بخشے گا بے شک وہ غفور و رحیم ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا۝

”جب تھر تھرانے لگے گی زمین پوری شدت سے“۔

یعنی زمین اپنی جڑ سے حرکت کرنے لگے گی۔ عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت نقل کی ہے وہ کہا کرتے تھے: نفحہ اولی کے موقع پر اللہ تعالیٰ اسے حرکت دے گا؛ یہ مجاہد کا قول ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ۝ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ۝ (النازعات) پھر اس میں دوبارہ زلزلہ برپا ہوگا تو وہ اپنے مردوں کو باہر نکال دے گی۔ یہ مردے ہی اس کے اثقال ہیں۔ مصدر کا ذکر تاکید کے لیے ہے۔ پھر فعل کو زمین کی طرف منسوب کیا گیا ہے جس طرح تیرا قول

1۔ زاد المسیر، جلد 8، صفحہ 304
2۔ جامع ترمذی، باب ما جاء فی اذا زلزلت، حدیث نمبر 2818-2819، ضیاء القرآن پبلی کیشنز
3۔ تفسیر طبری، جلد 24، صفحہ 568

ہے: لأعطینكَ عطیتكَ اس میں یہ عطیتی لك ہے اس طرح کرنا بہت اچھا ہے تا کہ بعد والی آیات کے سروں کے موافق ہو جائے۔ عام قراءت زاء کے کسرہ کے ساتھ ہے یہ زلزل سے مشتق ہے۔ جحدری اور عیسیٰ بن عمر نے اسے زاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے (1) یہ بھی مصدر ہے جس طرح وسواس، قلقال، جرجار۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: زاء کے کسرہ کے ساتھ مصدر ہے اور فتحہ کے ساتھ اسم ہے۔

وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝

''اور باہر پھینک دے گی زمین اپنے بوجھوں (یعنی دفینوں) کو''۔

ابو عبیدہ اور اخفش نے کہا: جب مردہ زمین میں ہو تو اس کے لیے ثقل لہا کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور جب مردہ اس کے اوپر ہو تو اس کے لیے ثقل علیہا کا لفظ بولتے ہیں۔ جب کہ حضرت ابن عباس اور مجاہد نے اَثْقَالَهَا کا معنی اپنے مردے کیا ہے (2)۔ زمین دوسرے نفخہ کے موقع پر اسے نکال دے گی۔ انہیں سے یہ بھی مروی ہے: جن اور انس کو ثقلان کہتے ہیں۔ خنساء نے کہا:

أبعد ابنِ عمرٍو من آل الشرِّ یدِ حلّتْ به الأرضُ أثقالَها

وہ کہتی ہے جب عمرو کو دفن کر دیا گیا تو وہ اپنے شرف اور سرداری کی وجہ سے اہل قبور کے لیے زیور بن گیا۔ اس کے بعد وہ اپنے مردے باہر نکال دے گی۔

ایک عالم نے کہا: عرب کہا کرتے تھے جب کوئی آدمی خون بہانے والا ہوتا ہے تو وہ روئے زمین پر بوجھ ہوتا ہے جب وہ مر جاتا ہے تو روئے زمین سے اس کا بوجھ اتر جاتا ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اَثْقَالَهَا سے مراد اس کے خزانے ہیں، اس معنی میں حدیث طیبہ ہے: تقئ الأرض أفلاذَ كبدِها أمثال الأسطوان من الذهب والفضة (3) زمین اپنے جگر کے ٹکڑے قے کر دے گی جو سونے اور چاندی کے ستونوں جیسے ہوں گے۔

وَ قَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝

''اور انسان (حیران ہو کر) کہے گا: اسے کیا ہو گیا ہے''۔

الْاِنْسَانُ سے مراد کافر ہے۔ ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: اس سے مراد اسود بن عبد الاسد ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اس سے مراد ہر وہ انسان ہے جو قیامت کے واقع ہونے پر نفخہ اولیٰ کے وقت اس کا مشاہدہ کرے گا، وہ مومن ہو یا کافر ہو۔ یہ اس کا قول ہے جس نے اسے دنیا میں قیامت کی علامات شمار کیا ہے، کیونکہ سب لوگ قیامت کی ابتداء کے بارے میں اسے علامت نہیں جانتے یہاں تک وہ اس کے عموم کو پہچانیں اسی وجہ سے وہ ایک دوسرے سے سوال کریں گے۔ جس نے کہا کہ انسان سے مراد کافر ہے اس نے اس سے قیامت کا زلزلہ مراد لیا ہے کیونکہ مومن اس کا اعتراف کرتا ہے مومن اس کے بارے میں سوال نہیں کریں گے جب کہ کافر اس کا انکار کرتا ہے اس وجہ سے وہ اس بارے میں سوال

1۔ زاد المسیر، جلد 8، صفحہ 304 2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 305 3۔ تفسیر در منثور، جلد 6، صفحہ 645

کرتا ہے۔ مَالَهَا کا معنی ہے کس وجہ سے اس میں زلزلہ برپا ہوا؟ ایک قول یہ کیا گیا: کس وجہ سے اس نے اپنے بوجھ نکال دیئے، یہ کلمہ تعجب ہے یعنی کس وجہ سے اس میں زلزلہ برپا ہوا۔ یہ بھی جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ نفخہ اولیٰ کے بعد مردوں کو زندہ کرے پھر زمین حرکت کرے اور مردوں کو باہر نکال دے جب کہ انہوں نے زلزلہ، مردوں سے زمین کے پھٹنے کو دیکھا ہو تو وہ ہولناکی کی وجہ سے کہہ اٹھیں: مَالَهَا۔

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ﴿٤﴾ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ﴿٥﴾ يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ ﴿٦﴾

''اس روز وہ بیان کر دے گی اپنے سارے حالات کیونکہ آپ کے رب نے اسے (یونہی) حکم بھیجا۔ اس روز پلٹ کر آئیں گے لوگ گروہ در گروہ تا کہ انہیں دکھا دیئے جائیں ان کے اعمال''۔

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ﴿٤﴾، يَوْمَئِذٍ، إِذَا زُلْزِلَتِ کی ظرف ہے اور منصوب ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: تُحَدِّثُ کی وجہ سے منصوب ہے اس کا معنی ہے زمین پر جو کچھ اچھا یا برا عمل کیا گیا اس روز اس کی خبر دے گی۔ پھر کہا گیا: یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے قول ہے اور قول یہ کیا گیا: یہ انسان کے قول کی حکایت ہے، یعنی متعجب ہو کر کہے گا: اس زمین کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ اپنی خبریں بیان کر رہی ہے۔ ترمذی شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو پڑھا پوچھا: ''کیا تم جانتے ہو اس کی اخبار کیا ہیں؟'' صحابہ نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: ''اس کی اخبار سے مراد یہ ہے کہ وہ ہر مرد اور عورت کے بارے میں اس عمل پر گواہی دے گی جو اس پر کیا گیا۔ وہ کہے گی: ''فلاں فلاں دن یہ عمل کیا گیا''۔ فرمایا: ''یہ یہ اس کی خبریں ہیں''۔ کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے (1)۔

ماوردی نے کہا: اس میں تین قول ہیں:

(۱) بندے اس پر جو عمل کرتے رہے اس کے بارے میں وہ خبر دے گی؛ یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے اسے مرفوع نقل کیا ہے۔ یہ اس کا قول ہے جس نے یہ گمان کیا کہ یہ قیامت کا زلزلہ ہے۔

(۲) وہ جو بوجھ نکالے گی وہ اس کا خبر دینا ہے؛ یہ یحییٰ بن سلام کا قول ہے یہ اس کا قول ہے جو یہ گمان کرتا ہے کہ یہ قیامت کی علامات کا زلزلہ ہے۔

میں کہتا ہوں: اس معنی میں وہ حدیث ہے جسے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے إذا كان أجل العبد بأرض أوثبته الحاجة إليها حتى إذا بلغ أقصى أثره قبضه الله فتقول الأرض يوم القيامة رب هذا ما استودعتني (2) جب کسی بندے کی موت کسی زمین میں مقدر ہوتی ہے تو کوئی حاجت اسے وہاں تیزی سے لے جاتی ہے جب وہ اس کی آخری حد تک پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی روح کو قبض کر لیتا ہے قیامت کے دن زمین کہے گی: اے میرے رب!

1۔ جامع ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 171۔ ایضاً، حدیث نمبر 3276، ضیاء القرآن پبلی کیشنز

2۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الزهد، ذکر الموت والاستعداد له، صفحہ 325۔ ایضاً، حدیث نمبر 4252، ضیاء القرآن پبلی کیشنز

یہ وہ ہے جو تو نے میرے پاس ودیعت کے طور پر رکھا تھا۔ ابن ماجہ نے اسے اپنی سنن میں نقل کیا ہے۔

(۳) جب انسان پوچھے گا کہ اسے کیا ہوا ہے تو وہ قیامت کے برپا ہونے کی خبر دے گی؛ یہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے زمین خبر دے گی کہ دنیا کا معاملہ ختم ہو چکا ہے اور آخرت کا امر آچکا ہے یہ ان کے سوال کے موقع پر زمین کی جانب سے جواب ہوگا اور کافر کے لیے وعید اور مومن کے لیے تنبیہ ہوگی۔ اس کے خبر دینے کے متعلق تین قول ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ اسے حیوان ناطق بنا دے گا تو وہ گفتگو کرے گی۔

(۲) اللہ تعالیٰ اس میں کلام کو پیدا فرمائے گا (1)۔

(۳) اس کی جانب سے ایسا بیان ہوگا جو کلام کے قائم مقام ہوگا۔ طبری نے کہا: وہ اپنی خبریں تھرتھراہٹ، زلزلہ اور مردوں کو باہر نکالنے کے ساتھ واضح کرے گی کہ وہ یہ خبریں اس الہام کی وجہ سے دے رہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسے کیا ہے۔ عرب لام کو الی کی جگہ رکھتے ہیں۔ عجاج زمین کی صفت کرتے ہوئے کہتا ہے:

اَوْحَی لھا القَرار فاستقَرّتْ وشَدَّھا بالرّاسیات الثُّبَّتِ (2)

اس کی طرف قرار کا الہام کیا تو وہ قرار پکڑ گئی اور اسے مضبوط رسیوں کے ساتھ باندھ دیا، اس میں لھا، الیھا کی جگہ استعمال ہوا ہے۔ یہ ابو عبیدہ کا قول ہے۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اَوْحٰی لَهَا کا معنی ہے اسے حکم دیا؛ یہ مجاہد کا قول ہے۔ سدی نے کہا: اَوْحٰی لَهَا کا معنی ہے اسے کہا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اس کا معنی ہے اسے مسخر کیا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: معنی ہے جس روز زلزلہ برپا ہوگا اور زمین اپنے بوجھ باہر نکال دے گی، زمین اپنی خبریں دے گی کہ اس پر جو کچھ طاعات اور معاصی کی گئیں اور اس پر جو خیر و شر کیا گیا؛ یہ ثوری اور دوسرے علماء سے مروی ہے۔

یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۞ اَشْتَاتًا کا معنی جماعتیں ہیں یہ شت کی جمع ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: حساب کے میدان سے لوگ اٹھیں گے ایک فریق دائیں جانب کو اپنائے گی جو جنت کی طرف راستہ جائے گا۔ ایک جماعت بائیں جانب کو اپنائے گی جو جہنم کی طرف راستہ جاتا ہوگا، جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: یَوْمَئِذٍ یَّتَفَرَّقُوْنَ ۞ (الروم) یَوْمَئِذٍ یَّصَّدَّعُوْنَ ۞ (الروم) ایک قول یہ کیا گیا ہے: حساب سے فارغ ہونے کے بعد حساب سے لوٹیں گے۔

اَشْتَاتًا کا معنی ہے جماعتیں، جماعتیں۔ اَعْمَالَهُمْ سے پہلے ثواب کا لفظ محذوف ہے یہ اس طرح ہے جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ما من أحد یوم القیامۃ إلا ویلوم نفسہ فإن کان محسنًا فیقول لم لا أزددت إحسانًا وإن کان غیر ذلك یقول لم لا نزعت عن المعاصی (3) قیامت کے روز ہر کوئی اپنے آپ کو ملامت کر رہا ہوگا اگر وہ اچھائی کرنے والا ہوگا تو وہ کہے گا: میں نے اچھائی زیادہ کیوں نہ کی، اگر معاملہ کوئی اور ہوا تو وہ کہے گا: تو میں معاصی سے کیوں نہ بچا۔ یہ صورتحال ثواب اور عقاب کے معاینہ کے وقت ہوگی۔

1۔ تفسیر طبری، جز 30، صفحہ 322 2۔ زاد المسیر، جلد 8، صفحہ 305 3۔ تفسیر ابی اللیث، جلد 3، صفحہ 500

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے: لوگ اپنے اعمال کے اعتبار سے مختلف ہوں گے اہل ایمان علیحدہ ہوں گے اور ہر دین کے پیروکار علیحدہ ہوں گے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہ لوٹنا دوبارہ اٹھنے کے وقت ہوگا وہ قبروں سے گروہ در گروہ لوٹیں گے اور انہیں حساب کے میدان کی طرف لے جایا جائے گا تا کہ وہ اپنے اعمال اپنی کتابوں میں دیکھ سکیں یا اپنے اعمال کی جزا دیکھ سکیں، گویا وہ قبروں پر وارد ہوئے ان میں انہیں دفن کیا گیا پھر وہ ان سے لوٹے۔ وارد کا معنی آنے والا اور صادر کا معنی لوٹنے والا ہے۔ وہ زمین کے مختلف اطراف سے اٹھائے جائیں گے۔ پہلے قول کے مطابق اس میں تقدیم و تاخیر ہے۔ اس کی صورت یہ ہوگی، وہ اپنی خبریں بیان کرے گی کہ اس کے رب نے اس کی طرف الہام کیا تا کہ وہ اپنے اعمال دیکھیں درمیان میں یہ جملہ **یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا** معترضہ ہے۔ یعنی وہ حساب کے میدان سے جدا جدا لوٹیں گے۔ عام قرأت لیُرَوْا ہے معنی ہوگا اللہ تعالیٰ ان کے اعمال دکھائے۔ حسن بصری، زہری، قتادہ، اعرج، نصر بن عاصم اور طلحہ نے فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ۝ وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ۝

''پس جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ (بھی) اسے دیکھ لے گا''۔

اس میں تین مسائل ہیں:

قیامت کے دن خیر و شر کو دیکھنے کے اعتبار سے مومن و کافر کا فرق

مسئلہ نمبر 1۔ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ۝ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے: کافروں میں سے جو رائی کے دانہ کے برابر اچھا عمل کرے گا وہ اس کی جزا دنیا میں دیکھ لے گا، آخرت میں اسے کوئی ثواب نہیں دیا جائے گا اور جس نے رائی کے دانہ برابر برائی کی اسے آخرت میں سزا دی جائے گی ساتھ ساتھ اسے شرک کی سزا بھی دی جائے گی۔ مومنین میں سے جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اس کی سزا دنیا میں دیکھ لے گا جب وہ مرے گا تو آخرت میں اسے سزا نہیں دی جائے گی اور اس سے درگزر کر لیا جائے گا۔ اگر اس نے رائی کے دانہ برابر بھلائی کا عمل کیا ہوگا تو وہ اس سے قبول کیا جائے گا اور آخرت میں اسے کئی گنا ثواب دیا جائے گا۔ ایک حدیث میں ہے ''ذرہ کا کوئی وزن نہیں ہوتا''۔ یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کے عمل سے غافل نہیں وہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرح ہے: **اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ** (النساء: 40) اللہ تعالیٰ ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔ وہاں ذرہ کے بارے میں گفتگو گزر چکی ہے اور اس کا کوئی وزن نہیں ہوتا۔

اہل لغت میں سے بعض علماء نے یہ کہا ہے: ذر یہ ہے آدمی اپنا ہاتھ زمین پر مارے تو اس کے ساتھ جو مٹی لگ جائے اسے ذر کہتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہی کہا ہے: جب تو اپنا ہاتھ زمین پر رکھے اور اسے اٹھائے تو مٹی میں سے جو اس کے ساتھ لگ جاتی ہے وہ ذرہ ہے۔ محمد بن کعب قرظی نے کہا: کافروں میں سے جو آدمی ذرہ برابر نیکی کرتا ہے وہ اس کا ثواب

دنیا میں دیکھ لیتا ہے(1) یعنی اپنی ذات میں، اپنے اہل میں اور اپنی اولاد میں یہاں تک کہ وہ دنیا سے نکلتا ہے تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی خیر نہیں ہوتی۔ مومنوں میں سے جو کوئی برا عمل کرتا ہے وہ دنیا میں اس کی سزا دیکھ لیتا ہے اپنی ذات میں، اپنے مال میں، اپنی اولاد میں اور اپنے اہل میں یہاں تک کہ وہ دنیا سے نکلتا ہے جب کہ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی برائی نہیں ہوتی اس کی دلیل وہ حدیث ہے جو ثقہ علماء نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے: یہ آیت نبی کریم پر نازل ہوئی جب کہ حضرت ابوبکر صدیق کھانا کھا رہے تھے(2) تو انہوں نے کھانا چھوڑ دیا عرض کی: یا رسول اللہ! ہم اچھا یا برا جو عمل کرتے ہیں وہ ہمیں دکھایا جائے گا؟ فرمایا: ما رأیت مما تکرہ فھو مثاقیل ذر الشر ویدخر لکم مثاقیل ذر الخیر حتی تعطوہ یوم القیمۃ جو تو ناپسندیدہ چیزیں دیکھتا ہے یہ وہی ذرہ برابر برائیاں ہیں اور ذرہ برابر اچھائیاں تمہارے حق میں ذخیرہ کر لی جائیں گی یہاں تک کہ قیامت کے روز وہ تمہیں دے دی جائیں گی۔

ابوادریس نے کہا: اس کا مصداق اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ۝ (الشوریٰ) جو تمہیں مصیبت پہنچی ہے وہ ان اعمال کا بدلہ ہے جو تم نے کیے اور اللہ تعالیٰ بہت سے گناہ بخش دیتا ہے۔

مقاتل نے کہا: یہ آیات دو آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئیں کیونکہ یہ آیت نازل ہوئی وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ (الدہر:8) کھانا کھلاتے ہیں اسے پسند کرتے ہوئے۔ ان میں سے ایک کے پاس سائل آتا تو وہ ایک کھجور، کھانے کا ٹکڑا اور اخروٹ وغیرہ دینا ناپسند کرتا اور دوسرا چھوٹے سے گناہ کے بارے میں سستی کرتا جس طرح جھوٹ بولنا، غیبت کرنا اور نظر کرنا۔ میں کہتا ہوں: اللہ تعالیٰ نے کبائر پر جہنم کا وعدہ کیا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی کہ انہیں تھوڑی سی نیکی میں رغبت دلائی جائے کہ اسے بدلہ دیا جائے گا کیونکہ ممکن ہے کہ وہ زیادہ ہو جائیں اور انہیں تھوڑے سے گناہ پر خبردار کرے کیونکہ ان کے بارے میں بھی امکان ہے کہ وہ زیادہ ہو جائیں؛ یہ سعید بن جبیر کا قول ہے۔ چھوٹا سا گناہ قیامت کے روز گناہگار کی آنکھ میں پہاڑوں سے بڑا ہوگا اور اس کی تمام اچھائیاں اس کی آنکھ میں ہر شئی سے چھوٹی ہوں گی۔

اچھائی کا بدلہ اچھائی اور برائی کا بدلہ برائی

مسئلہ نمبر 2۔ عام قراءت یرَہ ہے۔ جحدری، سلمی، عیسیٰ بن عمر اور ابان نے اسے یُرَہ پڑھا ہے یعنی اللہ تعالیٰ اسے دکھائے گا۔ پہلا پسندیدہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا (آل عمران:30) اس روز ہر نفس اسے حاضر پائے گا جو اس نے اچھا عمل کیا ہوگا۔ ہشام نے دونوں مواقع پر ھاء کو ساکن پڑھا ہے۔ کسائی نے اسے ابوبکر، ابوحیوہ اور مغیرہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ یعقوب، زہری، جحدری اور شیبہ نے اس میں اختلاس(3) کیا ہے۔ باقی قراء نے اسے اشباع کی صورت میں پڑھا ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ وہ اس کی جزا دیکھے گا۔ کیونکہ اس کا عمل گزر چکا اور معدوم ہو چکا تو وہ دکھائی نہیں دے گا۔ علماء نے اس بارے میں اشعار ذکر کیے:

1۔ تفسیر طبری، جز 30، صفحہ 324
2۔ تفسیر طبری، جز 30، صفحہ 324
3۔ یہ تجوید کی اصطلاح ہے اس سے مراد ہے قاری جب حرکت کو پر نہ پڑھے۔

إنَّ من يَعْتَدِي ويَكْسِبُ إِثْمًا وَزْنَ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ سَيَرَاهُ

جو آدمی ذرہ برابر حد سے تجاوز کرتا ہے اور گناہ کرتا ہے تو وہ اس کو دیکھے گا۔

ويُجَازَى بفعله الشَّرَّ شَرًّا وبفعل الجميلِ أيضا جَزَاهُ

اسے برائی کا بدلہ برائی سے اور اچھائی کا بدلہ اچھائی سے دیا جائے گا۔

هكذا قوله تبارك رَبِّي لي إذا زُلزلت وجَل ثَنَاهُ

میرے رب کا ارشاد ہے سورۂ اذا زلزلت میں اسی طرح ہے۔

قرآن حکیم کی جامع ترین آیات

مسئلہ نمبر 3۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: قرآن حکیم میں یہ محکم ترین آیت ہے اور انہوں نے سچ کہا۔ علماء اس آیت کے عموم پر متفق ہیں خواہ انہوں نے اس کے عموم کا قول کیا ہو یا نہ کیا ہو، کعب الاحبار نے کہا: اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دو آیتیں نازل فرمائیں جنہوں نے تورات، انجیل، زبور اور صحائف میں جو کچھ تعلیمات ہیں سب کو جمع کر لیا ہے وہ یہ ہیں فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ شیخ ابو مدین نے اس آیت کے بارے میں کہا: وہ مآل سے پہلے حال میں اچھائی کا بدلہ دیکھ لے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کو جامعہ فاذہ کہا کرتے تھے جس طرح صحیح میں ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کے بارے میں پوچھا گیا اور آپ نے خچروں کے بارے میں خاموشی اختیار کی دونوں میں جواب ایک ہی ہے(1)، کیونکہ خچر اور گدھوں پر سوار ہو کر نہ حملہ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی بھاگا جا سکتا ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں میں دائمی اجر اور جاری ثواب کا ذکر کیا تو سائل نے گدھوں کے بارے میں پوچھا کیونکہ ان دنوں ان کے پاس خچر نہیں ہوتے تھے حجاز کے علاقہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر دلدل کے سوا کوئی خچر داخل نہیں ہوا تھا جو خچر مقوقس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عموم آیت سے فتویٰ دیا تھا۔ ''بے شک حمار میں کثیر ذرات کا وزن ہے'' یہ ابن عربی کا قول ہے۔

موطا میں ایک روایت ہے: ایک مسکین نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کھانا طلب کیا جب کہ ان کے سامنے انگور موجود تھا آپ نے ایک انسان سے کہا: اس سے ایک دانا لو اسے دے دو۔ وہ آدمی اس دانے کو دیکھنے لگا اور متعجب ہونے لگا۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے پوچھا: کیا تو تعجب کا اظہار کرتا ہے تو اس دانے میں کتنے مثقال ذرہ دیکھتا ہے؟

حضرت سعد بن وقاص سے مروی ہے کہ آپ نے دو کھجوریں صدقہ کیں تو سائل نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ حضرت سعد نے سائل سے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہم سے ذرہ برابر قبول فرما لیتا ہے جب کہ دو کھجوروں میں بہت سے ذرات کے وزن ہوتے ہیں۔

مطلب بن حنطب نے روایت نقل کی ہے کہ ایک بدو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا ذرہ کے وزن برابر۔ فرمایا: ''ہاں''۔ بدو نے کہا: واسوأتاہ اس نے یہ کلمہ بار بار کہا پھر وہ یہ کہتے ہوئے اٹھ کر

1۔ احکام القرآن لابن العربی، جلد 4، صفحہ 1972

چلا گیا نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: لقد دخل قلبَ الأعرابی الإیمان بدو کے دل میں ایمان داخل ہو گیا۔

حضرت حسن بصری نے کہا: فرزدق کا چچا حضرت صعصعہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب اس نے فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ آیت سنی تو اس نے کہا: اب مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ میں اس کے علاوہ قرآن نہ سنوں (1)۔ یہ میرے لیے کافی ہے، نصیحت ختم ہو چکی؛ یہ ثعلبی نے ذکر کیا۔ ماوردی کے الفاظ یہ ہیں کہ حضرت صعصعہ بن ناجیہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا (2) تا کہ قرآن سنے تو نبی کریم ﷺ نے اسے یہ آیت پڑھ کر سنائی تو صعصعہ نے کہا: میرے لیے کافی ہے میرے لیے کافی ہے اگر میں ذرہ برابر برائی کروں گا تو اسے دیکھ لوں گا۔

معمر نے زید بن اسلم سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: مجھے وہ کچھ سکھایئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا ہے۔ حضور ﷺ نے اسے ایک آدمی کے پاس بھیجا جو اسے تعلیم دے تو اس نے اسے سورۂ اِذَا زُلْزِلَتِ کی تعلیم دی یہاں تک کہ وہ اس آیت تک پہنچا تو اس نے کہا: میرے لیے کافی ہے تو نبی کریم ﷺ کو خبر دی گئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دَعُوهُ فإنه قد فَقِهَ اسے چھوڑ دو وہ فقیہ ہو چکا ہے۔ یہ حکایت بیان کی جاتی ہے کہ خَيْرًا يَّرَهٗ کو مؤخر کیا تو اسے کہا گیا تو نے تقدیم و تاخیر کر دی ہے۔ تو اس نے کہا:

خذا بطن هرشى (3) أو قفاها فإنه   كلا جانبى هرشى لهن طريق

تم دونوں ہرشی کے بطن سے یا اس کے قفا کو اپناؤ ہرشی کے دونوں جانب اس تک پہنچنے کا راستہ ہے۔

1۔ تفسیر حسن بصری، جلد 5، صفحہ 309   2۔ تفسیر ماوردی، جلد 6، صفحہ 321

3۔ جحفہ کے قریب مکہ کے راستہ میں ایک ثنیہ ہے جہاں سے سمندر دکھائی دیتا ہے اس کے دو راستے ہیں جس راستہ سے بھی چلو انسان وہاں تک پہنچ جاتا ہے۔